بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ
دفتر مجلس انصاراللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب) Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں دعا کی حقیقت، حکمت، قبولیت اور فلاسفی کا بیان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29 /مارچ 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔
وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۷ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ نے مذکورہ آیت کریمہ کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: ’اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں‘ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت روزوں کے احکام کے ساتھ رکھی ہے، بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ بیچ میں رکھی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ رمضان کا دعاؤں کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ رمضان میں اللہ تعالیٰ کی ایک خاص پیار کی نظر اپنے بندوں پر ہوتی ہے۔ یوں تو عام دنوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر پیار کی نظر ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے مَیں اس وقت اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو مَیں دل میں اسے یاد کرتا ہوں.... اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو مَیں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ تو عام حالات میں بھی بندے سے ایسا سلوک فرماتا ہے تو رمضان میں خدا کتنا مہربان ہو گا اس کا ہم اندازہ بھی نہیں کرسکتے۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ سب باتیں دل کی گہرائی سے ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کی طرف بلند کرتا ہے تو وہ اسے خالی اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ پس ہم بعض دفعہ

جلد بازی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے دعا مانگی مگر دعا قبول نہ ہوئی۔ لیکن اپنی حالت کو نہیں دیکھتے کہ کتنا صدقِ دل ہے۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔ وہ تو ہمارے دل کا حال جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کھلے در میں داخل ہونے کیلئے اسکے لوازمات پورے کرنے ہوں گے۔ اس آیت میں جو فرمایا کہ 'میرے بندے' تو اس سے مراد ہے کہ وہ بندے جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا عبد بننا چاہتے ہیں۔ رمضان میں اس کام کیلئے خاص ماحول میسر ہے۔ جب اس ماحول سے فائدہ اٹھا کر ایسی حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ایسے بندوں اور مجھ سے عشق کرنے والوں کو کہہ دو کہ میں دعائیں سنتا ہوں اور ان کا جواب بھی دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایاہیکہ صرف زبانی محبت کے دعوے کافی نہیں بلکہ تمہیں میرے احکامات پر چلنا پڑے گا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے ہوں گے۔ ایمان میں مضبوطی پیدا کرنی ہوگی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کی حقیقت، حکمت، قبولیت اور اس کی فلاسفی بڑی تفصیل کیساتھ بیان فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے؟ تو اس کا یہ جواب ہے کہ مَیں بہت نزدیک ہوں۔ یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں ہے۔ میرا وجود نہایت اقرب طریق سے سمجھ آسکتا ہے اور نہایت آسانی سے میری ہستی پر دلیل پیدا ہوتی ہے اور وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اسکی پکار کو سنتا ہوں۔ آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ اگر سوال ہو کہ خدا کا علم کیونکر ہو تو جواب یہ ہے کہ اسلام کا خدا بہت قریب ہے۔ اگر کوئی اسے سچے دل سے بلاتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے۔ دوسرے فرقوں (یعنی مذاہب) کے خدا قریب نہیں ہیں۔ بلکہ اس قدر دُور ہیں کہ ان کا پتاہی ندارد۔ فرمایا: اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں مگر جواب نہیں ملتا تو دیکھو! اگر تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دُور ہے پکارتے ہو اور تمہارے اپنے کانوں میں کوئی نقص ہے۔ اللہ تعالیٰ جواب دے بھی دے تو کیونکہ تمہارے ایمان میں مضبوطی نہیں ہے تمہاری محبت میں کمی ہے اس کی باتوں پہ عمل نہیں کر رہے یہ بہرا پن تمہارے کانوں کا ہے جس کی وجہ سے تم اس کی آواز کو سن نہیں سکتے۔

فرمایا: دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ دعا بڑی دولت اور طاقت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابی کی اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ فرمایا: مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعے سے ایسی تبدیلی ہوگی کہ خاتمہ بالخیر ہوجائے گا۔ دعا کی معرفت کی حقیقت کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں معرفت فضل کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل کے ذریعے سے ہی باقی رہتی ہے۔ فضل معرفت کو نہایت مصفیٰ اور روشن کر دیتا ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی

ہے۔ کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے وہ اَور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے، وہ گداز کرنے والی آگ ہے، وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے مگر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تمہارے نزدیک ہے۔ فرمایا: اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کیلئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکا و زاری سے اس دروازے میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولا کریم اس کو پاکیزگی اور طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اسقدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا یعنی وہ شخص صرف دنیاوی باتوں کیلئے دعا نہیں کرتا بلکہ تقویٰ اور طہارت کے حصول کیلئے دعا کرتا ہے اور یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔ پھر دعا کی گہرائی کو مزید کھولتے ہوئے آپؑ ایک جگہ مزید فرماتے ہیں کہ حصولِ فضل کا اقرب طریق دعا ہے اور دعائے کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقّت ہو، اضطراب ہو، گدازش ہو۔ جو دعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے۔ فرمایا: یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کا علاج یہی ہے کہ دعا کرتا رہے خواہ کیسی ہی بے دلی اور بے ذوقی ہو جائے۔ فرمایا: جو رات کو اٹھتا ہے خواہ کتنی ہی عدمِ حضوری اور بے صبری ہو لیکن اگر وہ اس حالت میں بھی دعا کرتا ہے کہ الٰہی! دل تیرے ہی قبضہ و تصرف میں ہے تُو اس کو صاف کر دے اور عین قبض کی حالت میں خدا تعالیٰ سے بسط چاہتا ہے تو اس قبض میں سے بسط نکل آئے گا اور رقت پیدا ہو جائے گی۔ وہ دیکھے گا کہ اس وقت روح آستانہ الٰہی پر پانی کی طرح بہتی ہے۔ فرمایا: دعا ایک ایسی چیز ہے جو ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔ لوگوں کو دعا کی قدر و قیمت معلوم نہیں وہ بہت جلد ملول ہو جاتے ہیں اور ہمت ہار کر چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ دعا ایک استقلال اور مداومت کو چاہتی ہے۔ اس کے واسطے اخلاص اور مجاہدہ شرط ہے جو دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس کیلئے ہمیں اپنے دل کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ اخلاص اور مجاہدہ کی حالت ہم میں پیدا ہو گئی ہے یا ہم پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ پھر دعا کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں: انسان کو چاہیے کہ اس زندگی کو اس قدر قبیح خیال کرکے اس سے نکلنے کی کوشش کرے اور دعا سے کام لے کیونکہ جب وہ حقِ تدبیر ادا کرتا ہے اور پھر سچی دعاؤں سے کام لیتا ہے تو آخر اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دیتا ہے اور وہ گناہ کی زندگی سے نکل آتا ہے کیونکہ دعا بھی کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک موت ہی ہے۔ جب اس موت کو انسان قبول کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مجرمانہ زندگی سے جو موت کا موجب ہے بچا لیتا ہے اور اس کو ایک پاک زندگی عطا کرتا ہے۔ فرمایا: پس

چاہیے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری اور ابتہال کیساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے اسوقت دعا قبولیت کے درجے کو پہنچتی ہے۔

فرمایا: یہ بھی یاد رکھو کہ سب سے اوّل اور اہم بات یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے۔ ساری دعاؤں کا اصل اور جزو یہی ہے۔ کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جائے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہو جائے گا تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجاتِ ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتیں اور وہ خود بخود پوری ہو جاتی ہیں۔ دعا کی قبولیت کے لیے کیا حالت ہونی چاہیے اس کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں دعا کے اندر قبولیت کا اثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ انتہائی درجے کے اضطرار تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے بلکہ عظیم الشان حقیقت ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس کو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہو اسے چاہیے کہ دعا کرے۔ مستقل مزاجی سے دعا کرتے چلے جانے کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں: دعا کرتے وقت بے دلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہیے اور جلد ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ اس وقت تک ہٹنا نہیں چاہیے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے جو لوگ تھک جاتے ہیں اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا: ہمیں ان دنوں میں جبکہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ برکت کا مہینہ ہمارے لیے مہیا فرمایا ہے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ یہی ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کا ذریعہ ہے۔ رمضان کا آخری عشرہ ہے اس میں خاص طور پر ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو اپنا لائحہ عمل بناتے ہوئے ایمان میں مضبوط ہوتے ہوئے راتوں کو اٹھ کر اس کے حضور میں جھک کر اس کے قرب کو پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے رمضان کے حوالے سے دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے جماعتی ترقیات، یمن کے اسیران راہ مولیٰ اور مشرق وسطیٰ کے مظلوموں کے لیے دعا کی تحریک کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔